نصفِ صدی بعد قادیان کا ایک نظارہ

طباعت کی آسانیاں

(۲)

پچاس سال کے اندر اندر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اس قدر مصنفین اور مؤلفین پیدا ہوگئے کہ ان کی تعداد دسترس سے بھی اوپر نکل گئی۔ اور جو لوگ اخبارات سلسلہ کے ذریعے اپنے خیالات شائع کرتے ہیں وہ تو دو تین سو کے قریب ہوں گے۔

دنیا کے ہر کونے میں اور ملک کے ہر حصہ میں۔ دنیا کی اکثر زبانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تائید میں پریس کام کرتے ہوئے نظر آنے لگے۔

یہ تصور جب میرے سامنے آتا ہے میرے قلب میں وجد انگیز کیفیات پیدا کرتا ہے۔ میں جب دیکھتا ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوگئی ایک دن وہ تھا کہ خدا کے مسیح کو کلمات ربانی کی اشاعت کے لئے طرح طرح کی دشواریاں تھیں۔ اور ایک آج یہ دن ہے کہ لنڈن۔ امریکہ۔ چین۔ جاپان۔ مصر۔ شام۔ افریقہ جاوا۔ سماٹرا۔ میں کئی مشینیں محض اسی لئے حرکت کرتی ہیں کہ وہ خدا کے مسیح کے مقاصد کی تکمیل کی اشاعت کریں۔

ایسے ایسے ادارے قائم ہوگئے جو لاکھوں کی تعداد میں سلسلہ کا لٹریچر شائع کر رہے ہیں۔

مثال کے طور پر

میں مولوی ابوالفضل محمود صاحب کا نام لیتا ہوں۔ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں اور تبلیغی ٹریکٹوں کے شائع کرنے کا اسقدر شوق ہے کہ میں اگر یہ کہوں کہ وہ شوق جنون کی حد تک ترقی کر گیا ہے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ ان کو نہ کھانے کا خیال ہے۔ نہ پینے کا نہ پہننے کا۔ نہ آرام کا۔ اور نہ اور کسی قسم کی راحت کا۔ ایک خیال ہے جو دن رات کام کر رہا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو حضور کی کتابوں کی اشاعت اور تبلیغی ٹریکٹوں کی تقسیم سے دنیا کے کونوں میں پہنچا دے۔ اس وقت تک جس قدر کتابیں انہوں نے شائع کی ہیں۔ ان کی فہرست شائع کرنا میرے لئے آسان نہیں۔ تاہم میں اسقدر وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ستر کے قریب اردو زبان میں کتابیں اور ٹریکٹ انہوں نے شائع کئے ہیں۔ انکی مجموعی تعداد دو لاکھ سے بڑھ جاتی ہے۔ اور اس طرح جو کتابیں اور ٹریکٹ انگریزی زبان میں شائع کی ہیں وہ بھی پچاس ہزار تک پہنچ جاتی ہیں۔

صرف مولینا ابوالفضل ہی اس کام کو سرگرمی سے نہیں کر رہے بلکہ اور بہت سے ادارے۔ جیسے کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں سرانجام دے رہے ہیں جیسے نظارت دعوۃ و تبلیغ کا صیغہ نشر و اشاعت گرامی قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ان کے نہایت ضروری اور عالمانہ ٹریکٹوں کی تعداد

کئی لاکھ

تک پہنچی ہوئی ہے۔ اسی طرح حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب کا عظیم الشان کام ہے جس کی تفصیل تو ایک جداگانہ مضمون کی طالب ہے۔

اسی طرح انجمن خدام الاسلام۔ لاہور کے کالجوں کے احمدیہ طلباء کی انجمن۔ انجمن انصار خلافت۔ صیغہ تالیف و اشاعت کا صیغہ بک ڈپو۔ مقامی کتب فروش مولوی محمد یامین صاحب مولوی عبد اللطیف صاحب منشی فاضل۔ مولوی عنایت اللہ صاحب وغیرہ کئی ادارے قائم ہیں جو مجموعی طور پر سالانہ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں۔ ٹریکٹ ہینڈ بل شائع کر رہے ہیں اخبارات میں اس قدر اضافہ ہوا کہ قادیان کے اخباروں

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ پہ ملاحظہ فرمائیں)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپوا کر دفتر اخبار الحکم تراب منزل قادیان سے شائع کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نایاب اور اچھوتی تحریریں

(۲)

پھر دوسری مرتبہ جب نظر دقیق سے انسان ملاحظہ عالم کرتا ہے۔ تو تمام عالم کو خداوند تعالےٰ کے آلاء اور نعماء سے پر پاتا ہے۔ اور اس کی رحمت کو ہر ایک چیز پر محیط دیکھتا ہے۔ تو پھر اس ملاحظہ ثانی سے اس پر امید اور توکل پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے اول ملاحظہ قاہریت سے خوف پیدا ہو گیا تھا۔

پھر تیسری مرتبہ جب نظر ادق سے عالم کو دیکھتا تو خود خداوند تعالےٰ کو ایک حقیقی نعمت پاتا ہے۔ اور قوت اعلیٰ اسی کے وصال کو مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ انسان کی آخری نظر ہے کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی نظر نہیں۔

پس

پہلے پہل انسان کو خدا کی قاہریت پر نظر ہوتی ہے۔ اور پھر اس کے لطف و احسان پر نظر ڈالتا ہے۔ اور پھر آخر کار اس کو محبوب حقیقی سمجھ کر اس کی محبت میں فانی ہو جاتا ہے۔

یعنی وہ پہلا خیال جو انسان کو خدا کی طرف کھینچتا ہے۔ وہ یہی ہے جو دنیا مقام فانی ہے یہی پہلا خیال ہے جو ہر ایک شخص بوقت رجوع کرنے کے طرف خدا کے دل میں قائم کرتا ہے۔

کوئی دنیا کو فانی سمجھتا ہے۔ کوئی اپنے موت کے دن کو قریب دیکھتا ہے۔ کوئی اپنے عزیزوں اور پیاروں کی موت کو یاد کرتا ہے۔ غرض پہلے پہل خدا کی قاہریت ہی اس کے دل پر اثر ڈالتی ہے۔

کیونکہ خدا کی قاہریت بہت ہی بدیہی اور زبردست ہے۔ جو انسان کو آپ آکر جگا دیتی ہے۔ اور۔۔۔ وہ خواب غفلت میں سوتا ہو تو اس کو اٹھا دیتی ہے۔

نوٹ:۔ آئندہ نمبر میں شرک کی اقسام پر حضورؑ کا مضمون ہوگا۔ احباب منتظر رہیں (ایڈیٹر)

بقیہ مضمون صفحہ ۱:۔ کے سوا لاہور۔ سندھ۔ کشمیر۔ مالابار۔ نیروبی۔ سماٹرا۔ جاوا۔ لنڈن۔ امریکہ۔ حیفا سے بھی اخبارات و رسائل جاری ہو گئے جن کی مجموعی تعداد بیس۲۰ سے زیادہ ہے۔

وہ لوگ جنہوں نے اس طوفان مخالفت کو دیکھا ہے جو ابتدائی زمانہ میں پیدا ہوا۔ اور جنہوں نے ان مشکلات کا اندازہ لگایا ہے جو طباعت ہی کے سلسلہ میں پیدا ہوا کرتی ہیں۔ وہ آج ان ... لات پر مجموعی طور پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ان کی زبان سے بے اختیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ... ات بابرکات پر درود پڑھنے کو چاہتی ہے۔ جنہوں نے اپنی قوت قدسی اور تائید ربانی سے ایک سنگلاخ دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا؟!

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے نمونے

حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کا نمونہ

(۵)

حضرت نانا جان صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مقام سلسلہ میں بہت بلند تھا۔ ان کے مفصل سوانح حیات حیات ناصر کے نام سے طبع ہو چکے ہیں۔ حضرت نانا جان نے ایک تاریخی خط جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے نام لکھا تھا۔ وہ خط بہت لمبا ہے۔ اس خط کو پھر کبھی اپنے وقت پر شائع کیا جائے گا۔ اس تاریخی خط کا ایک صفحہ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موعود اولاد کی سچائی اور پاکیزگی کا ذکر ہے۔ قارئین الحکم کی زیادتی ایمان کے لئے شائع کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

بالا الہامی رشتہ سے ایک احمدی کو کیا کرنا چاہیے
اور سعید ...
میاں محمود احمد اور ایکے ساتھی ہیں کو خبیث شریر اور
لالچی دنیا پرست قبول کرنا چاہیے یا نیک پاک
اور خدا کا برگزیدہ اور عزیز اصحاب کا
لخت جگر اور سعادتمند اولاد ماننا چاہیے آخر
دنیا میں ہر قسم کے لوگ موجود ہیں کچھ تمہارے ہی حیا کی
تو سارا اخبار ہیں اخبار رو کے ایڈیٹر سوا راشید آپکے
ایڈیٹر کے اور ہیں تو جلیل مولوی ثناء اللہ ہی ایک کہ عوام
سمجھے ہو تو تمہارے دوست ہے یا عوام اور تمہارے جاریار
قسم کہا لیں کہ یہ دعائیں اور عزیز اصحاب کی قبول نہیں
ہوئیں اور اسکے یہ اسباب ہیں اور الہام مندرجہ حضرت
عزیز اصحاب کے الہام نہیں تجھے خود تبارک ہیں تم قسم
کھا اور پھر اسکا خدا اللہ کو کس بات پر تو قائم ہو
اور راستہ کو فساد سے باز آؤ اور مخلوق الہی کو لوٹ
ہر وقت نہ ہو کا دو کسی پلڑی تو ہو ورنہ آخر کوئی راہ
تو اختیار کرو اب روز بروز تم اور تمہارے ہمراہی
حد سے گذر رہے ہو آخر اسکا انجام کیا ہوگا اس
جماعت سے اللہ پیدا ہو رہی جائیگا اور ایک عالم رجوع
کر لیگا مگر تم محروم رہوگے قادیان کی پاک زمین تمپر گویا
حرام ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون　[illegible]

سیرت المہدی کا ایک ورق

جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل کی قلم سے

(۱)

میں تیسری کلاس پرائمری میں آکر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل ہوا تھا۔ اس وقت میری عمر قریباً آٹھ نو سال کی ہوگی۔ میرے ماموں صاحب حافظ حامد علی صاحب مجھے قادیان تعلیم کے لئے لائے تھے۔ انہوں نے لاکر مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کیا۔ اور میرے والد صاحب کا نام لے کر کہا کہ یہ ان کا لڑکا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ اور میرے وظیفہ کی سفارش کی۔ ان دنوں حضرت نواب صاحب مہتمم مدرسہ تھے۔ چنانچہ میرا وظیفہ پانچ روپے مقرر ہوا۔ اور اس وقت پانچ روپیہ کسی کا بھی وظیفہ نہ تھا۔ میرا پانچ روپیہ اس واسطے مقرر ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفارش کی تھی۔ یا یہ کہ اتنی رقم کی تعیین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی۔

(۲)

میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنے ماموں حافظ حامد علی صاحب کی معیت میں بھی اور اکیلے بھی سیر کے لئے کئی دفعہ گیا ہوں۔ دو طرف مجھے یاد ہیں۔ ایک بسراں کی طرف اور دوسری بٹر کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی دفعہ باہر نکل کر احمدیہ چوک میں بعض دوستوں کی انتظار بھی کیا کرتے تھے۔ میں نے سیر میں اکثر دیکھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ پیچھے رہ جاتے۔ اور حضورؑ ان کے لئے ٹھہر جاتے۔ جب آپ مل جاتے تو پھر چل پڑتے۔

(۳)

۱۹۰۵ء میں جب بڑا زلزلہ آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ میں چلے گئے تھے۔ اور بورڈنگ کے جتنے طلباء تھے وہ بھی باغ میں چلے گئے تھے۔ ان دنوں میں حضرت صاحب کے خیموں کا پہرہ ہوتا تھا۔ کیونکہ میاں شادی خانصاحب کے خیمہ سے ان کی صندوقچی وغیرہ چور ایک دفعہ لے گئے۔ چنانچہ دو چور ایک رات آئے جن میں سے ایک پکڑا گیا تھا جس کو ایک مسمی عبداللہ خاں پٹھان نے پکڑا۔ جن کا دایاں ہاتھ بوجہ بندوق کی گولیوں کے لگنے کے بیکار تھا۔ اور اس نے اس چور کو آم کے درخت کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔

(۴)

جن دنوں حضرت باغ میں فروکش تھے۔ تو مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کو طاعون ہوگئی تھی۔ چنانچہ ان کی چھولداری قادیان کے مشرق کی طرف جہاں ڈاکٹر حاجی خاں صاحب کی اب کوٹھی ہے وہاں آموں کے درختوں کے پاس لگائی گئی تھی۔ اور انہی دنوں جناب قاضی امیر حسین صاحب کا لڑکا محمد شاہ طاعون سے فوت ہوگیا۔ جماعت کے لوگوں نے اس کے جنازہ وغیرہ میں حصہ لیا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احمدیوں کو سخت ناراض ہوئے تھے۔

(۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر نمازوں کے بعد مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ خصوصاً گرمیوں میں نماز مغرب کے بعد چھت کے اوپر آپ کا بیٹھنا بہت یاد ہے۔ اور شاہ نشین پر حضورؑ وسط میں بیٹھ جاتے۔ اور ارد گرد باقی دوست بیٹھ جاتے اور باتیں ہوتی رہتی تھیں۔

(۶)

ایک دفعہ ہم نے ایک آسمان سے گولا جیسا گرتے دیکھا تو ہم سب بورڈنگ کے لڑکے ریتی چھلہ کی طرف بھاگے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ریتی چھلہ میں گرا ہے۔ جب وہاں پہنچے تو کچھ نہ تھا۔

اور اس کے لئے حضورؑ نے ایک دفعہ کوئی پیشگوئی کی جو جلدی پوری ہوگئی۔ اس پر ہماری شہادتیں لی گئیں۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی میں میرا اور میرے بھائی دونوں کا نام چھپا ہوا ہے۔ اور کسی ایک کے نام کے ساتھ جٹ کا لفظ بھی ہے۔

(۷)

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مولوی کرم دین کے مقدمہ کے دوران میں دو دفعہ گورداسپور گیا تھا۔ میرے ماموں صاحب ضرور جاتے تھے۔ تو میں بھی ان کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے یاد ہے کہ بارش ہوئی تھی۔ حضرت صاحب سحری کے وقت رتھ میں سوار ہوکر چل پڑے۔ حضرت ام المومنین بھی ساتھ تھیں۔ ان دنوں بارش ہوتی رہتی تھی۔ اور بٹالہ کی سڑک پر ڈلہ کے موڑ تک بہت پانی تھا۔ چنانچہ رتھ اکثر دفعہ کیچڑ میں پھنس جاتی تھی۔ اور دوست زور سے اسے دھکیلتے تب بیل چلتے۔ اور جس وقت بھی کہیں زیادہ کیچڑ میں رتھ پھنس جاتی۔ تو ام المومنین چیخ پڑتے تھے۔ مجھے مولوی شیر علی صاحب کا اس وقت کا نظارہ نہیں بھولتا۔ کہ پاجامہ وغیرہ سب کیچڑ کی وجہ سے خراب ہوگیا۔ لیکن کوئی پرواہ نہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب موڑ پر پہنچے تو رتھ کھڑی کر کے پل کے پاس صبح کی نماز پڑھی۔ اور حضورؑ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ مجھے اس کے علاوہ آپ کے پیچھے اور کوئی نماز پڑھنی یاد نہیں۔ سوائے نماز جنازہ کے جو کہ اکثر حضورؑ کے پیچھے پڑھی ہے۔

(۸)

ایک دفعہ مولوی کرم دین کے مقدمہ یا کسی اور مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے راتوں رات بعض آدمیوں کو سیکھواں بھیجا تھا۔ چنانچہ سیکھواں جانے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ تو جناب مفتی محمد صادق صاحب نے مجھے پیش کیا۔ کہ یہ سیکھواں جانتا ہے۔ تو حضورؑ نے مجھے کوئی رات کے دس بجے بھیجا۔ اور میرے ساتھ سید احمد نور صاحب کابلی۔ اور میاں مدد خانصاحب روانہ کئے۔ ایک ہریکین ہمارے ساتھ تھی۔ چنانچہ تتلوں کے راستہ میں ان کو لے گیا۔ کیونکہ یہی راستہ مجھے آتا تھا۔ اس وجہ سے کہ میں اپنے گاؤں فیض اللہ چک اسی راستہ سے آتا جاتا تھا۔ چنانچہ میاں جمال الدین صاحب و خیرالدین صاحب و امام الدین صاحب کو جاکر جگایا۔ راتوں رات جس کام کیلئے حضورؑ نے حکم دیا تھا یہ چلے گئے۔ میں جب صبح اٹھا تو ان میں سے وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ میں اکیلا دوسرے دن قادیان آگیا۔

(۹)

مولوی عبدالکریم صاحب مرحومؓ کا جنازہ جہاں قاضی اکمل صاحب کا مکان ہے (یہاں جناب میر ناصر نواب صاحب کا کھیت ہوتا تھا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پڑھایا تھا۔ جس وقت جنازہ آیا تو آسمان پر کوئی بادل نہ تھا۔ دفعتہً ایک چھوٹی سی بادلی آئی۔ اور جس وقت حضورؑ نے جنازہ پڑھانا شروع کیا تو بوندا بوندی شروع ہوئی۔ اور جب تک حضورؑ جنازہ پڑھاتے رہے وہ بوندا بوندی شروع رہی۔ چنانچہ جنازہ کے بعد ہم لڑکوں میں یہ بحث ہوئی۔ کہ بعض کہتے کہ بادل نے بھی رونا شروع کر دیا۔ اور بعض ہم میں سے کہتے تھے کہ فرشتے تو آج خوش ہوں گے کہ نیک روح آئی ہے۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب کو تابوت میں روڑکی والے قبرستان میں بطور امانت

(بقیہ مضمون صفحہ ۵ پر دیکھیں)

الحکم کو دیکھ کر

حضرت عرفانی کبیر کے قلم سے

مَیں چند روز سے دانت کے درد سے بیمار ہُوا۔ اور دردِ دانت نے دردِ سر اور بخار کو پیدا کر لیا۔ اور اسطرح پر میں اپنے کاشانۂ تنہائی میں بیکسی اور غریب الوطنی کے رفقاء کے ساتھ اس علالت کا خیر مقدم کر رہا ہوں۔ میرے احباب گھر والے اور سب سے زیادہ اور بہتر میرے آقا و مولیٰ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جانتے ہیں کہ علالت کے اضطراب اور کرب کی ساعتوں میں جو چیز میرے لئے ہمیشہ باعث تسکین ہوتی ہے۔ وہ حضور کی کرم گستری اور تشریف آوری ہوتی ہے۔ مگر اب بُعدِ مسافت نے مجھے بظاہر اس سے محروم کر رکھا ہے۔ مگر میرے دل میں جو لہریں اُٹھتی ہیں میں محسوس کرتا ہوں کہ

دل کی قوت اور کشش فاصلہ سے متاثر نہیں ہوتی

اس حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام میرے لئے باعث تسکین ہے۔ اس حالت مرض میں میرے پاس الحکم کی اکتالیسویں جلد کا چوتھا نمبر آیا جسے میں نے بستر علالت پر پڑھا۔ اور یادِ ایام نے قلب کو گرما دیا۔ باوجود ضعف کے میں نے قوت محسوس کی کہ اپنے تاثرات کو قلم و کاغذ کے حوالہ کروں۔ چالیس سال گذرے کہ مارٹن کلارک کے مقدمہ کے وقت میرے دل میں الحکم کے اجراء کی تحریک ہوئی۔ اور میں نے پوری بے سرو سامانی میں الحکم کے اجراء کا عزم بالجزم کر لیا۔ اور اس کے پہلے پرچہ میں لکھا۔

جب توکلت علی اللہ پہ آغاز کیا
پر نکل آئیں گے اور دیکھنا پرواز کیا

اس وقت یہ ایک شاعرانہ تخیل سمجھا جاسکتا تھا۔ مگر میں نے اور دوسروں نے دیکھا کہ الحکم کی پرواز اپنے اندر ایک زبردست قوت انقلاب رکھتی تھی۔ اللہ تعالےٰ کے مامور و مرسل کی بعثت کا وہ ایک صور تھا۔ اور اس کی آواز ہندوستان سے نکل کر سمندروں کو عبور کرتی ہوئی دور دراز ملکوں میں پہونچی اور اس نے سعید روحوں کو حضرت امام کی شناخت اور اس سے وابستگی کی راہیں پیدا کر دیں وہ مختلف قسم کی صعوبتوں اور مشکلات سے گزرتا گیا۔ اپنوں اور بیگانوں سے اس نے اپنے خلاف بہت کچھ سنا۔ مگر ان آوازوں نے اسے اپنے کام سے نہ روکا۔ وہ ہر آواز کے جواب میں عملاً یہی کہتا۔ ؎

دست از طلب ندارم تا کام دل بر آید
یا جاں رسد بہ جاناں یا جاں زتن بر آید

مخالفت کے اس ہجوم میں بہت سی آوازیں اپنے احباب کی طرف سے اس کی مدح و ثنا میں بلند ہوئیں۔ مگر وہ ان سے بھی مست ہو کر اپنے مقصد سے نہ ہٹا۔ یہ خدا تعالیٰ کا محض فضل اور کرم تھا۔ ورنہ **من آنم کہ من دانم**

غرض اس پر مختلف دور آئے۔ اور وہ ان میں سے نکلتا چلا گیا۔ گذشتہ چالیس سال کے واقعات میرے سامنے سے سینما کی فلم کی طرح سے گزر گئے۔ اور میرے قلب مضطر کے لئے ان علالت کی ساعات میں الحکم کے اس پرچہ کو دیکھ کر میں خوشی سے پھولا نہیں سماتا کہ

چالیس سال پہلے کے لگائے پودے کی حفاظت وہ بچہ کر رہا ہے۔ جو اس کے ساتھ ہی پیدا ہُوا تھا۔

عزیز مکرم شیخ محمود احمد عرفانی الحکم کے اجراء کے سولہ دن بعد پیدا ہُوا تھا۔ اور خدا کا شکر اور احسان ہے کہ وہ میری ہی زندگی میں الحکم کی خدمت میں باوجود اپنی علالت کے سرگرم نظر آتا ہے۔ میں جب سلسلہ کے دوسرے اخبارات کو دیکھتا ہوں۔ اور ان میں ملفوظات کے سلسلہ میں الحکم کے اقتباسات پڑھتا ہوں۔ تو میرے قلب میں وجد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور میں حیران ہوتا ہوں کہ

الحکم نے کیا کام کیا ہے

الحکم اپنی خصوصیات میں ہمیشہ ممتاز رہا۔ یہ میرے لئے باعث ناز ہے کہ اس امتیاز خصوصی کا اعلان بارہا اس پاک وجود نے فرمایا

جو خدا کا مبشر۔ ممسوح اور موعود ہے۔

الحکم کے اس دورِ جدید میں اس کے مدیر مسئول نے (جو اس کا بھائی ہے) الحکم میں صحابہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے نمونے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اچھوتی تحریروں کی اشاعت اور آپؑ کے خطوط کے عکس شائع کرنے کا جو اہتمام کیا ہے وہ ایک نئی بات ہے اور نہایت ضروری ہے۔

الحکم کے ذریعہ جو کام تاریخ سلسلہ کی حفاظت۔ اور عہد سعادت کے ملفوظات کی صیانت کا ہُوا ہے یا ہو رہا ہے وہ اپنی اہمیت خود بتا رہا ہے۔ میں اپیلوں کا قائل نہیں اور میں نے حقائق پسند قوم کی ایسے من حیث القوم تجھا کہ وہ قومی اور ملی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے جذبات آفرین اپیلوں کی محتاج ہو۔ ہاں انسان یاد دہانی کا محتاج ہے۔ اس لئے میں ان دوستوں کو جنہوں نے الحکم کا اب تک ساتھ دیا ہے۔ اور جو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے عہد سعادت سے اس کے رفیق ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کو اس عہد موعود تک خدا تعالےٰ کے عجائب کاموں کے دیکھنے کا موقع دیا ہے کہتا ہوں کہ

الحکم آپ سے ایک قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت کی یادگار اور اور آپؑ کے الفاظ میں جو آپ نے اُس مقدس مُنہ سے سُنے آپ کا ایک بازو ہے۔ آؤ سب مل کر ہم اپنی زندگیوں میں اسے قائم رکھیں۔ اور جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ ہے۔ اس جھنڈے کو اونچا رکھے۔

اور اے وہ لوگو! جنہوں نے اس عہد سعادت کو نہیں پایا۔ اور خدا تعالےٰ نے انہیں اب اس نور کی شناخت کی توفیق دی۔ تم اسے ایک پرانی چیز سمجھ کر ردی کی ٹوکری میں نہ ڈالو۔ آج تو وہ زمانہ ہے کہ پرانی یادگاروں کو قائم رکھنے کے لئے اور زمین میں دبی ہوئی قدیم چیزوں کو نکالنے کے لئے کروڑہا روپیہ حکومتیں خرچ کرنا اپنا فرض سمجھتی ہیں۔ پھر تم اس چیز کو جو کبھی پرانی نہ ہوگی۔ اور ہر زمانہ اور عہد میں لوگ اس سے لطف اٹھائیں گے۔ ضائع ہونے سے بچاؤ۔ **تم پر اس کے حقوق بہت زیادہ ہیں**۔ اس لئے کہ اگر الحکم کے ذریعہ وہ **ملفوظات۔ مکتوبات** اور **پرانی تحریریں** اور واقعات عہد سعادت جمع نہ ہوتے۔ تو ان کے جمع کرنے میں آج بہت بڑی دقت ہوتی۔ بس اس فضل کا شکر تم پر سب سے زیادہ ہے۔ اور پھر

جبکہ حضرت امام نے بارہا توجہ دلائی ہے

یاد رکھو الحکم تو مر نہیں سکتا۔ اس لئے کہ یہ الفاظ اس اس **عظیم الشان** اور **اولوالعزم** انسان کے منہ سے نکلے ہیں جو خدا کا پیارا اور موعود ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ زندگی کس قسم کی ہے۔ لیکن اگر تمہیں اس کی زندگی کے لئے کچھ تھوڑی سی قربانی کرنی پڑے۔ تو اپنے آپ کو **خوش قسمت یقین کرو۔**

میں صدر انجمن اور ناظر صاحب **تالیف و تصنیف** اور **ناظر صاحب تعلیم و تربیت** کو بھی اتمام حجت کے طور پر خطاب کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھتا۔ وہ تمام انجمنوں کو حضرت اقدس کے ان ارشادات کے بعد جو سالانہ جلسہ پہ آپ نے فرمائے۔ اور قریباً ہر سال دوہراتے ہیں مدنظر

رکھ کر ایک سرکلر جاری کریں کہ ہر انجمن سلسلہ کے ہر اخبار کو خریدے۔ اور الحکم اپنی خصوصیات کے لحاظ سے جس توجہ کا مستحق ہے اس سے غفلت نہ کی جائے۔ میں الحکم کے ایڈیٹر صاحب سے بھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ میرے ان جذبات کو جماعت میں پھیلا دے۔ سلسلہ کے اخبارات اس خصوص میں الحکم کے ساتھ تعاون کرنے میں یقیناً خوشی محسوس کریں گے۔ وہ جماعت کو زور دار الفاظ میں اس اہم ضرورت سے آگاہ کریں۔

تاکہ سلسلہ کا پریس مضبوط ہو

میں یقین رکھتا ہوں کہ میری یہ پکار صدا بصحرا نہ ہوگی۔ اور میرے مخلص معاونین جنہوں نے ہمیشہ الحکم کے لئے خوشی سے مالی قربانیاں کی ہیں۔ اور مجھے ان کے وجود پر ہمیشہ ناز رہا ہے آگے بڑھیں گے۔ اور الحکم کی اعانت کے لئے وہ اپنی جیب کو نہیں اپنے دل کو دیکھیں گے الحکم کا مؤسس اور اس کا ایڈیٹر تم سے اپنے لئے کچھ نہیں چاہتا۔ ان کے **رزق** کے سامان اس نے پیدا کر دیئے ہیں جس نے کہا ہے **وفی السماء رزقکم وما توعدون**۔ ان اخبارات و رسائل کے جمع وخرچ کے گوشواروں نے جو خالصۃً انجمن کی نگرانی میں نکلتے ہیں۔ ثابت کر دیا ہے کہ یہ روپیہ پیدا کرنے کی مشینیں نہیں ہیں وہ خسارے سے چلائے جاتے ہیں۔ **حضرت امام** نے اسی حقیقت کو کھلے الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ پس ان اخبارات کے چلانے میں ہمارے اندر۔ ایک ہی جذبہ ہونا چاہیئے کہ

زندہ قومیں اپنے پریس کو مضبوط کرتی ہیں

اور **عصر اشاعت** کے مامور و مرسل کی قوم کو **واذا الصحف نشرت** کی پیشگوئی کو عملی رنگ میں اپنے اخبارات و رسائل سے دکھانا چاہیئے۔ بہر حال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اور بعد میں آنے والے بھائیوں کو اور تمام انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وُہ

وہ الحکم کے بقا کے لئے کھڑے ہو جاویں!

خاکسار: **عرفانی** (کبیر)

(بقیہ سیرت صفحہ ۳)

دفن کیا گیا۔ اور بعد میں مقبرہ بہشتی میں

(۱۰)

ایک دفعہ برسات کا موسم تھا۔ جبکہ مولوی سید سرور شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوتے تھے۔ اس وقت کی بات ہے کہ حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) کی ایک کشتی ہوتی تھی۔ یہ اس کشتی پر بیٹھ کر اکثر ڈھاب میں سیر کیا کرتے تھے۔ ایک دن سیر کر رہے تھے کہ رسالہ تشحیذ الاذہان کا پروف یا کوئی اور پروف پریس میں سے آیا۔ حضرت صاحب کشتی سے اتر کر دیکھنے لگ پڑے اور دوسرے لڑکے چڑھ گئے۔ اور کشتی اچھی طرح سے بھر گئی۔ میاں غلام حسین صاحب پشاوری جو ان دنوں سکول میں پڑھتے تھے۔ اسوجہ سے کہ لڑکے باوجود منع کرنے کے کیوں زیادہ سوار ہو گئے ہیں۔ ان کو ڈرانے کے لئے کشتی کو ہلانے لگے۔ چنانچہ ان کے ہلانے کے واقعہ میں کشتی ایک طرف ڈول گئی۔ اور اس میں پانی بھر گیا۔ اور ڈوب گئی۔ لڑکوں میں اکثر تیراک نہ تھے۔ چنانچہ جب مولوی سید سرور شاہ صاحب کو پتہ لگا۔ تو وہ خود بھی۔ اور باقی جتنے لڑکے تیرنا جانتے تھے ڈھاب میں کود پڑے۔ اور لڑکوں کو بمشکل نکالا۔ ڈوبنے والوں میں سے ہادی علی خان و عبدالجبار رہتکی و شیخ عبدالرحمٰن برادر کلاں حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ وغیرہ تھے۔ چنانچہ اس واقعہ کی رپورٹ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہونچی تو حضرت صاحب میاں غلام حسین صاحب پشاوری پر سخت ناراض ہوگئے۔ اور شاید قادیان سے نکل جانے کا حکم دیا۔ لیکن میاں محمود احمد صاحب نے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میاں غلام حسین صاحب کو معافی لے دی۔

(۱۱)

۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ء کی بات ہے کہ بورڈنگ اسکول کے لئے کمرے بہت کم تھے۔ اور مرزا گل محمدؐ صاحب کا والد مزید کمرے بنانے نہ دیتا تھا۔ حالانکہ جگہ اس کی نہ تھی بلکہ حضرت اقدسؑ کی تھی۔ چنانچہ یہ مشورہ ہوا کہ راتوں رات دیواریں بنا دی جاویں۔ جس پر بہت سا گارا وغیرہ دن کو تیار کر لیا گیا۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ دیواریں راتوں رات دو کمروں کی تیار کر لی گئیں چھت صبح ڈالدی۔ معمار نواب صاحب کے تھے۔ باقی کام کرنے والے مزدور لڑکے۔ جب صبح ہوئی تو مرزا ارشد بیگ مرحوم آیا۔ اور دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اور جا کر مرزا گل محمدؐ کے والد کو کہا۔ لیکن اب قانونی طور پر کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اسواسطے جل بجھ کر رہ گئے۔

۱۲

میری مامی صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھیں۔ میں بھی ان کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ کئی دفعہ میں ان کے ساتھ جب حضرت مسیح موعودؑ سیر کو باغ میں جاتے تھے میں بھی ساتھ چلا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جو سڑک اسوقت اس پختہ شاہ نشین کے جنوب کی طرف ہے اس پر اکثر ٹہلتے رہتے تھے۔ اور پھر کچھ وقت کے لئے اس شہ نشین پہ بیٹھ جاتے۔

(۱۳)

حضرت میاں شریف احمد صاحب کا نکاح اس بالا خانے کے صحن میں ہوا تھا۔ جہاں آجکل ہم طاہر رہتی ہیں۔ ان دنوں اس بالا خانے کی چھت پہ جانے کا راستہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے دالان کے اندر سے ہوتا تھا۔ تو ہم طالب علم بھی اس نکاح میں شریک ہوئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ طالب علموں کو نکاح کے بعد چلے جانے کا حکم ہوا۔ اور راستہ میں سیڑھیوں پر ان کو چھوہارہ وغیرہ تقسیم کئے گئے۔ لیکن میں بوجہ اپنے ماموں حافظ حامد علی صاحب کے پاس بیٹھنے کے وہیں چھت پر حضرت صاحب کے پاس ہی رہا۔ بھائی عبداللہ صاحب نے بڑا ابڑا ایک بھر کر چھوارہ کا تمام دوستوں میں فی کس دیا۔ اور مجھے بھی دیا۔ تو اس وقت کے لحاظ سے میری جھولی بھر گئی۔ پھر میں نیچے اترا تو طالب علم سمجھ کر مجھ کو دوبارہ بھی ملے۔ چنانچہ میں کئی دن تک وہ کھاتا رہا۔

(۱۴)

ایک دفعہ پاگل کتا قادیان میں آگیا۔ اور اس نے کئی لوگوں کو کاٹا۔ ان لوگوں میں سے جن کو کاٹا تھا۔ ایک میاں عبدالکریم صاحب یادگیری بھی تھے چنانچہ ان سب دوستوں کو جن کو کتے نے کاٹا تھا۔ کسولی بھیج دیا گیا۔ عبدالکریم مذکور کو اس کتا کے ناخن لگے تھے۔ دانت وغیرہ نہ لگے تھے۔ جس پر بعض اشخاص کی رائے تھی کہ عبدالکریم کو کسولی بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے اس کو بھی بھیج دیا گیا چنانچہ جب علاج کے بعد سب آگئے تو عبدالکریم بھی واپس آگیا۔ ابھی چند دن گزرے تھے کہ نماز ظہر یا عصر کا وضو ہم طالب علم وارڈ ہوس میں کر رہے تھے۔ (اسوقت وارڈ ہوس بورڈنگ کے شمالی دروازہ کے ساتھ کا کمرہ ہوتا تھا) اور عبدالکریم بھی ہمارے ساتھ وضو کر رہا تھا تو اچانک وہ پانی سے ڈر گیا۔ اور وہاں سے اٹھ کر بھاگ گیا۔ ہم حیران ہو گئے کہ کیا ہو گیا۔ چنانچہ یہ معاملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ حضورؑ نے مولوی شیر علی صاحب کو جو اسوقت ہیڈ ماسٹر مدرسہ ہوتے تھے حکم دیا کہ کسولی تار دیا جاوے۔ اور فرمایا یہ طالب علم اتنی دور سے آیا ہوا ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ ضائع ہو گیا تو اس کے والدین کو سخت صدمہ ہو گا۔ چنانچہ کسولی والوں نے لکھا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ حضورؑ کے فرمان پر اس کو سید منظور علی شاہ صاحب کے مکان کے بالا خانہ میں رکھا گیا۔ اور اس کے پاس میرے چھوٹے ماموں برکت علی صاحب مرحوم جو ان دنوں میں بورڈنگ میں بطور خادم کام کرتے تھے رکھا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عبدالکریم کو ایک سخت مسہل دیا جائے۔ میں خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ عبدالکریم چند یوم کے بعد اچھا ہو گیا۔ اور پھر مدت تک قادیان ٹھہرا۔ اور اس کے بعد اس کے بچے بھی قادیان پڑھنے کو آئے۔

تعلیم و تربیت

تمباکو کے نقصانات

اور جماعت کو اس کے ترک کی تحریک

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ناظر تعلیم و تربیت

برائیوں کی اقسام

جس طرح نیکیوں کی بہت سی اقسام ہیں۔ اس طرح بدیوں کی بھی بہت سی قسمیں ہیں بعض بدیاں اپنی ذات میں بہت ہی اہم اور خطرناک ہوتی ہیں۔ مگر وہ عموماً بدی کے ارتکاب کرنے والے کی ذات تک محدود رہتی ہیں۔ اور دوسروں تک ان کا اثر جلدی نہیں پہنچتا۔ مگر اس کے مقابل پر بعض بدیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ گو وہ اپنی ذات میں زیادہ اہم اور خطرناک نہ ہوں۔ لیکن ان کے متعدی ہونے کا پہلو بہت غالب ہوتا ہے۔ اور وہ ایک تیز آگ کی طرح اپنے ماحول میں پھیلتی جاتی ہیں۔

تمباکو اور زردہ

ان مؤخر الذکر خرابیوں میں سے تمباکو اور زردہ کا استعمال نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اور آج کل تو اس مرض نے ایسی عالمگیر وسعت حاصل کر لی ہے کہ شائد دنیا کی اور کوئی خرابی اس کی وسعت کو نہیں پہونچتی۔ مرد۔ عورت بچے۔ بوڑھے۔ امیر غریب سب اس مرض کا شکار نظر آتے ہیں۔ اور چونکہ انسانی فطرت میں تنوع کی محبت بھی داخل ہے۔ اس لئے تمباکو کے استعمال کو اس کی وسعت کے مناسب حال تنوع بھی غیر معمولی طور پر نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ حقہ۔ سگرٹ۔ سگار اور بیڑی مع اپنی گوناگوں اقسام کے اور پھر زردہ اور نسوار وغیرہ تمباکو کے استعمال کی ایسی معروف صورتیں ہیں۔ کہ اس زمانہ کا بچہ بچہ ان سے واقف ہے۔ اور یہ عادت مشرق و مغرب کی حدود سے آزاد ہو کر دنیا کے کونے کونے میں راسخ ہو چکی ہے۔ اور دیہات و شہروں ہر دو میں ایک سی حکومت جمائے ہوئے ہے۔

خفیف قسم کا نشہ یا خمار

میں چونکہ خدا کے فضل سے اس مذموم عادت کی کسی نوع میں بھی کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ اور بچپن سے اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا آیا ہوں۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ تمباکو میں وہ کونسی کشش ہے۔ جس نے دنیا کے کثیر حصہ کو اس کا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ لیکن سننے سنانے سے جو کچھ معلوم ہوا ہے۔ نیز جو کچھ اس عادت میں مبتلا لوگوں کے دیکھنے سے اندازہ لگایا جا سکا ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ اس عادت کی وسعت محض اس خفیف قسم کے نشہ یا خمار کی بنا پر ہے جو تمباکو کا استعمال پیدا کرتا ہے۔ اور لوگ اپنے فارغ اوقات کاٹنے یا اپنے فکروں کو غرق کرنے یا یونہی ایک گونہ حالت سکر و خمار پیدا کرنے کی غرض سے اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور چونکہ دوسری طرف کسی مذہب نے بھی تمباکو کے استعمال کو حرام قرار نہیں دیا اس لئے بڑی جرأت اور دلیری سے ہر شخص اس عادت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ یہ روز بروز سرعت کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ لیکن غور کیا جائے تو تمباکو کا استعمال اپنے اندر بہت سی دینی اور اخلاقی اور جسمانی اور اقتصادی نقصانات کا حامل ہے۔ جن کی طرف سے کوئی عقلمند اور ترقی کرنے والی قوم آنکھیں بند نہیں کر سکتی۔

مختصر طور پر تمباکو کے نقصانات مندرجہ ذیل صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

دینی و اخلاقی لحاظ سے نقصان

اوّل۔ دینی اور اخلاقی لحاظ سے (الف) تمباکو کے استعمال میں ایک خفیف قسم کے خمار یا سکر کی آمیزش ہے۔ اس لئے خواہ تھوڑے پیمانہ پر ہی سہی بہرحال وہ اپنی اصل کے لحاظ سے ان نقصانات سے حصہ پاتا ہے۔ جو شراب کے تعلق میں اسلام نے بیان کئے ہیں۔ اسی واسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تمباکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا۔ تو میں یقین کرتا ہوں کہ آپ اس کے استعمال سے منع فرماتے۔

(ب) تمباکو کے استعمال سے خواہ وہ حقہ اور سیگرٹ کی صورت میں ہو یا زردہ نسوار کی صورت میں۔ انسان کو بسا اوقات ایسی مجلس یا صحبت یا سوسائٹی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جو دینی یا اخلاقی لحاظ سے اچھی نہیں ہوتی۔ بے شک اس نقصان کا دروازہ سب صورتوں میں کھلا نہیں ہوتا۔ لیکن بہت سی صورتوں میں اس کا احتمال ضرور ہوتا ہے۔ اور چونکہ حکم کثرت کی بنا پر لگتا ہے۔ اس لئے اس جہت سے بھی اس عادت سے پرہیز لازم ہے۔

(ج) تمباکو کے استعمال سے اوقات کو بے کار طور پر گزارنے اور وقت ضائع کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے ہے۔ افسوس ہے کہ اس زمانہ میں اس نقص کو اکثر لوگ محسوس نہیں کرتے۔ مگر قومی ترقی کے لئے یہ نقص ایک گونہ گھن کا حکم رکھتا ہے۔ اور احمدیوں کو تو خاص طور پر اس نقص کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام ہے کہ انت المسیح الذی لا یضاع وقتہ۔ یعنی تو خدا کا ایسا مسیح ہے۔ جس کا کوئی وقت ضائع نہیں جائے گا۔

(د) حقہ اور سگرٹ کے استعمال سے منہ میں ایک طرح کی بو پیدا ہوتی ہے۔ اور گو بو خود ایک جسمانی نقص ہے مگر اسلام اور احمدیت کی تعلیم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ بو خدا کی رحمت کے فرشتوں کو بہت ہی ناپسند ہے۔ اور اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بو کی حالت میں مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تمباکو کی مذمت میں فرمایا ہے۔ کہ حقہ اور سیگریٹ نوش اعلے الہام سے محروم رہتا ہے۔ اس طرح یہ نقص اہم دینی اور اخلاقی نقص بن جاتا ہے۔

(ھ) تمباکو کے استعمال سے طبی اصول کے ماتحت قوت ارادی کمزور ہو جاتی ہے۔ جو اخلاقی اور دینی لحاظ سے سخت نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ایسا شخص نیکیوں کے اختیار کرنے اور بدیوں کا مقابلہ کرنے میں عموماً کم ہمتی دکھاتا ہے۔

جسمانی لحاظ سے نقصانات

دوم۔ جسمانی لحاظ سے تمباکو کے مندرجہ ذیل نقص سمجھے جا سکتے ہیں:۔

(الف) ایک تو وہی مندرجہ بالا نقص یعنی منہ میں بو پیدا ہونا جو ہر طبقہ اور ہر سوسائٹی میں ناپسندیدہ سمجھی گئی ہے اور یقیناً صحت پر بھی برا اثر پیدا کرتی ہوگی۔

(ب) تمباکو کے استعمال سے گو عارضی طور پر اس چیز کے عادی شخص کو کسی قدر ہوشیاری اور ہمت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اس کا مستقل اور دائمی اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ آہستہ آہستہ قوت ارادی کم ہوتی جاتی۔ اور اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور یقیناً اگر دوسرے حالات برابر ہوں تو ایک تمباکو کی عادت رکھنے والی قوم کی صحت من حیث المجموع اس قوم سے ادنیٰ ہوگی۔ جو اس عادت سے محفوظ ہے۔

(ج) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ حقہ یا سیگرٹ وغیرہ سے جو دھواں انسان کے جسم کے اندر جاتا ہے۔ وہ انسانی صحت کے لئے مضر ہوتا ہے۔

(د) زردہ اور نسوار کے استعمال سے مسوڑوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

اقتصادی لحاظ سے نقصان

سوم۔ اقتصادی لحاظ سے تمباکو کے استعمال کے یہ نقصانات ہیں:۔

(الف) ایک بالکل بے فائدہ اور بے خیر چیز میں مختلف اقوام کا بے شمار روپیہ ضائع چلا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اندازہ کیا جائے تو دنیا میں ہر سال اربوں روپے کا تمباکو خرچ ہوتا ہوگا۔ اور اغلب یہ ہے۔ کہ اس میں سے کروڑوں روپیہ مسلمان خرچ کرتے ہیں۔ اب دیکھو کہ ایک غریب قوم کے لئے یہ کس قدر بھاری نقصان ہے احمدیوں میں بھی اگر ان کی پنجاب کی آبادی ایک لاکھ سمجھی جائے اور ان میں سارے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے

بیس ہزار اشخاص تمباکو اور زردہ وغیرہ کے عادی قرار دئیے جائیں۔ اور فی کس تمباکو کا سالانہ خرچ دو روپے سے تین روپے تک سمجھا جائے۔ (حالانکہ غالباً اصل خرچ اس سے زیادہ ہوگا) تو صرف پنجاب کے احمدیوں میں تمباکو اور زردہ کی وجہ سے چالیس سے ساٹھ ہزار روپے تک سالانہ خرچ ہو رہا ہے۔ جو ایک بہت بھاری قومی نقصان ہے۔

اسی طرح تمباکو نوشی افراد کے مالی نقصان کا بھی باعث ہے۔ کیونکہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ غریب غریب لوگ جنہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ عادت کی وجہ سے تمباکو پر ضرور خرچ کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کی اقتصادی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے مگر وہ اس نقصان کو محسوس نہیں کرتے۔

(ب) چونکہ حقہ سیگرٹ وغیرہ کی وجہ سے وقت بہت ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے پیشہ ور لوگ اس کی وجہ سے مالی نقصان اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ جو کام ایک تارک تمباکو چار گھنٹہ میں کرتا ہے اسے ایک حقہ نوش عموماً ساڑھے چار گھنٹہ میں کرتا ہے۔ اور حساب کر کے دیکھا جائے تو یہ نقصان بھی ایک بھاری قومی نقصان ہے۔ (ج) تمباکو کی وجہ سے [illegible]

(د) حقہ اور سیگرٹ کی وجہ سے آتشزدگی کے حادثہ کا احتمال بڑھ جاتا ہے۔

نقصان سے بچنے کے طریق

الغرض تمباکو کا استعمال ہر جہت سے ضرر رساں اور نقصان دہ ہے۔ اور جس طرح حقہ اور سیگرٹ وغیرہ کی صورت میں تمباکو ایک ظاہری دھواں پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح تمباکو اور زردہ کا استعمال افراد و اقوام کے دین اور اخلاق اور صحت اور اموال کو بھی گویا دھواں بنا کر اڑاتا جا رہا ہے۔ مگر کوئی اس دھوئیں کو دیکھتا نہیں۔ لیکن اب وقت ہے کہ کم از کم احمدی جماعت کے احباب اس نقص کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ جو مندرجہ ذیل صورتوں میں ہو سکتی ہے:۔

(۱) جو لوگ حقہ یا سیگرٹ یا زردہ یا نسوار وغیرہ کی عادت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ان میں سے جو جو لوگ اس مذموم عادت کو ترک کر سکتے ہوں (اور میں نہیں سمجھتا کہ حقیقتاً کوئی ایک فرد واحد بھی ایسا ہو جو اسے ترک نہ کر سکتا ہو) وہ اپنے دلوں میں خدا سے ایک پختہ عہد باندھ کر اس عادت کو یکدم یا آہستہ آہستہ جس طرح بھی توفیق ملے ترک کر دیں۔ مگر بہتر ہے کہ یکدم ترک کریں۔ کیونکہ آہستہ آہستہ ترک کرنے کے طریق میں سستی کا احتمال ہوتا ہے

(۲) جو لوگ اپنے خیال میں کسی وجہ سے اس عادت کو ترک نہ کر سکتے ہوں۔ مثلاً بوڑھے لوگ جن کو پرانی عادت ہو چکی ہے یا دمہ وغیرہ کے بیمار جنہیں اس کے ترک کرنے سے بیماری کی تکلیف کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو وہ مندرجہ ذیل دو تجویزیں اختیار کریں۔

(الف) جہاں تک ممکن ہو اس عادت کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ اور بہر حال اس کی کثرت سے پرہیز کریں۔

(ب) جب تک اس عادت کے ترک کی توفیق نہیں ملتی کم از کم یہ عہد کریں کہ اپنے بچوں اور دیگر کم عمر عزیزوں کے سامنے تمباکو کے استعمال سے پرہیز کریں گے۔ تاکہ بچوں کو اس کی عادت نہ پڑے نیز ایسے بڑی عمر کے لوگوں کے سامنے بھی تمباکو استعمال نہ کریں جو اس کے عادی نہ ہوں۔

(۳) بچے اور نوجوان جو اس عادت میں مبتلا ہوں۔ وہ اس عادت کو یکدم اور کلی طور پر ترک کر دیں۔ کیونکہ انہیں خدا نے طاقت دی ہے۔ اور اس طاقت کا بہترین شکرانہ یہی ہے کہ اس سے نیکی کے رستہ میں فائدہ اٹھایا جائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست جن کو ہر معاملہ میں دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہیئے۔ اور جن کے لئے ضروری ہے کہ ہر جہت سے اپنی زندگیوں کو اعلےٰ بنائیں۔ وہ اس سراسر نقصان رساں عادت کے استیصال کی طرف فوری توجہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ اور اگر ایسے دوست جو اس تحریک کے نتیجہ میں تمباکو ترک کریں مجھے بھی اپنے ارادہ سے اطلاع دیں۔ تو میں انشاء اللہ ان کے اسماء حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کی تحریک کے لئے پیش کروں گا۔ بالآخر ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کی تحریروں سے چند حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں۔ جن میں تمباکو کے استعمال کو نقصان دہ قرار دے کر اس سے منع کیا گیا ہے۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱) مورخہ ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس کا ملخص یہ ہے کہ میں نے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سنی تھی کہ وہ پنجوقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ان کی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔ اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے بلا توقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے۔ کہ تا دوسروں کے لئے ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں۔ حقہ کا ترک اچھا ہے۔ منہ سے بو آتی ہے۔ ہمارے والد صاحب مرحوم اس کے متعلق ایک شعر پڑھا کرتے تھے۔ جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی ہے۔

(فتاوےٰ احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۵۹ از اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء)

(۲) حقہ نوشی کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا "اس کا ترک اچھا ہے یہ ایک بدعت ہے۔ اس کے پینے سے منہ سے بو آتی ہے"

(الحکم ۲۸ اگست ۱۹۰۱ء)

(۳) حدیث میں آیا ہے۔ ومن حسن الاسلام ترک مالا یعنیہ۔ یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جائے۔ اس طرح پر یہ پان حقہ۔ زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ انسان ان چیزوں سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان ان کا بفرض محال نہ ہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہیں۔ اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے۔ مثلاً قید ہو جائے تو روٹی تو ملے گی۔ لیکن بھنگ چرس اور منشی اشیاء نہیں دی جائیں گی۔ یا اگر قید نہ ہو۔ مگر کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائم مقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ عمدہ صحت کو کسی بے ہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہیں چاہیئے شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضر صحت چیزوں کو مفسد ایمان قرار دیا ہے۔ اور ان سب کی سردار شراب ہے۔ یہ سچی بات ہے۔ کہ نشوں اور تقوےٰ میں عداوت ہے۔

(الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء صـ۳)

(۴) ایک شخص نے امریکہ سے تمباکو نوشی کے متعلق اس کے بہت سے مجرب نقصان ظاہر کرتے ہوئے اشتہار دیا۔ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا اور فرمایا۔ اصل میں ہم اس لئے اسے سنتے ہیں۔ کہ اکثر نو عمر لڑکے اور نوجوان تعلیم یافتہ بطور فیشن ہی کے اس بلا میں گرفتار و مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تا وہ ان باتوں کو سن کر اس مضر چیز کے نقصانات سے بچیں۔ فرمایا اصل میں تمباکو ایک دھواں ہوتا ہے۔ جو اندرونی اعضاء کے واسطے مضر ہے۔ اسلام لغو کاموں سے منع کرتا ہے اور اس میں نقصان ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے پرہیز ہی اچھا ہے۔"

(الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

(۵) "تمباکو کو ہم مسکرات میں داخل نہیں کرتے۔ لیکن یہ ایک لغو فعل ہے۔ اور مومن کی شان ہے۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ اگر کسی کو کوئی طبیب بطور علاج بتائے تو ہم منع نہیں کرتے۔ ورنہ یہ لغو اور اسراف کا فعل ہے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتا تو آپؐ اپنے صحابہ کے لئے کبھی پسند نہ فرماتے۔"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

(۶) تمباکو کی نسبت فرمایا کہ "یہ شراب کی طرح تو نہیں ہے کہ اس سے انسان کو فسق و فجور کی طرف رغبت ہو۔ مگر تاہم تقوےٰ یہی ہے کہ اس سے نفرت اور پرہیز کرے۔ منہ میں اس سے بدبو آتی ہے۔ اور یہ منحوس صورت ہے کہ انسان دھواں اپنے اندر داخل کرے اور پھر باہر نکالے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ ہوتا تو آپ اجازت نہ دیتے کہ اسے استعمال کیا جائے۔ ایک لغو اور بیہودہ حرکت ہے۔ ہاں مسکرات میں اسے شامل نہیں کر سکتے۔ اگر علاج کے طور پر ضرورت ہو تو منع نہیں ہے۔ ورنہ یونہی مال کو بے جا صرف کرنا ہے۔ عمدہ تندرست وہ آدمی ہے جو کسی شے کے سہارے زندگی بسر نہیں کرتا۔"

(البدر ۳ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۷) ایک شخص نے سوال کیا کہ سنا گیا ہے کہ آپ نے حقہ نوشی کو حرام فرمایا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ "ہم نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا۔ کہ تمباکو پینا مانند سور اور

شراب کے حرام ہے۔ ہاں ایک لغو امر ہے۔ اس سے مومن کو پرہیز چاہیئے۔ البتہ جو لوگ کسی بیماری کے سبب مجبور ہیں۔ وہ بطور دوا و علاج کے استعمال کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(بدر ۲۴ جولائی ۱۹۰۳ء بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ص۲۰۷)

(۸) تمباکو کے بارہ میں اگرچہ شریعت نے (صراحتاً) کچھ نہیں بتلایا۔ لیکن ہم اسے اس لئے مکروہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا۔ تو آپ اس کے استعمال کو منع فرماتے۔"

(البدر ۲۴ جولائی ۱۹۰۳ء)

(۹) فرمایا "انسان عادت کو چھوڑ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں ایمان ہو۔ اور بہت سے ایسے آدمی دنیا میں موجود ہیں۔ جو اپنی پرانی عادات کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ جو ہمیشہ سے شراب پیتے چلے آئے ہیں۔ بڑھاپے میں آکر جبکہ عادت کا چھوڑنا خود بیمار پڑنا ہوتا ہے۔ بلا کسی خیال کے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور تھوڑی سی بیماری کے بعد اچھے بھی ہو جاتے ہیں۔ میں حقہ کو منع کرتا اور ناجائز قرار دیتا ہوں۔ مگر ان صورتوں میں کہ انسان کو کوئی مجبوری ہو۔ یہ ایک لغو چیز ہے۔ اور اس سے انسان کو پرہیز کرنا چاہیئے۔"

(البدر ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ

(۱۰) تمباکو پینا فضول خرچی میں داخل ہے۔ کم از کم آٹھ آنے ماہوار کا تمباکو جو شخص پئے سال میں چھ روپے اور سولہ سترہ سال میں ایک صد روپے ضائع کرتا ہے۔ ابتدار تمباکو نوشی کی عموماً بری مجلس سے ہوتی ہے۔"

(اخبار بدر ۱۶ مئی ۱۹۱۲ء)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

(۱۱) بدبودار چیزیں مثلاً پیاز وغیرہ کھانا۔ یا کھانا کھانے کے بعد منہ صاف نہ کرنا۔ اور کھانے کے ریزوں کا منہ میں سڑ جانا اس قسم کی غلاظتوں میں ملوث ہونے والوں کے ساتھ بھی فرشتے تعلق نہیں رکھتے۔ اس ذیل میں حقہ پینے والے بھی آگئے۔ حقہ پینے والے کو بھی صحیح الہام ہونا ناممکن ہے۔

(ملائکۃ اللہ ص۱۱ تقریر حضرت امیر المومنین دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۱۲) ایک شخص نے دریافت کیا۔ کہ اگر کسی کے لئے طبیب حقہ بطور دوا تجویز کرے۔ تو کیا کیا جائے۔ حضور نے جواب دیا۔ کہ اگر ایک دو دفعہ پینے کے لئے کہے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر وہ مستقل طور پر بتلاتا ہے تو یہ کوئی علاج نہیں۔ جو طبیب خود حقہ پیتے ہیں۔ وہی اس قسم کا علاج دوسروں کو بتلایا کرتے ہیں۔ کوئی ایسی بات جس کی انسان کو عادت پڑ جائے وہ میرے نزدیک بہت مضر اور بعض دفعہ تقوے اور دین کو نقصان دیتی ہے

(اخبار الفضل ۱۷ اپریل ۱۹۲۲ء)

(۱۳) اس کے بعد ایک اور نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ حقہ بہت بری چیز ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ چھوڑ دینا چاہیئے۔

(منہاج الطالبین ص۱۳ تقریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء)

(۱۴) ہر قسم کا نشہ بھی بدی ہے۔ اس میں شراب۔ افیون بھنگ۔ نسوار۔ حقہ سب چیزیں شامل ہیں۔

(منہاج الطالبین ص۳۲ تقریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء)

(۱۵) طلباء کو چاہیئے کہ اپنے اندر دین کی روح پیدا کریں۔ میں نے پہلے ایک بار توجہ دلائی تھی۔ تو اس کا بہت اثر ہوا تھا۔ بعض طلباء جو داڑھیاں منڈاتے تھے۔ انہوں نے رکھ لیں۔ بعض جو حقہ پیتے تھے۔ انہوں نے چھوڑ دیئے۔ اب معلوم ہوا ہے پھر یہ وبائیں پیدا ہو رہی ہیں۔ پس میں پھر انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اصلاح آپ کریں

(اخبار الفضل ۷ جنوری ۱۹۳۰ء)

طبّی عجائب گھر قادیان کی سیر

قادیان خدا تعالےٰ کے فضل سے ہر رنگ سے ترقی کر رہا ہے۔ یہ ترقیات ہمارے لئے موجب ازدیاد ایمان ہوتی ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ کبھی کبھی ان ترقیات کا ذکر الحکم کے کالموں میں کرتا رہوں۔ کیونکہ یہ ترقیات اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق عمل میں آرہی ہیں۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی طبی عجائب گھر قادیان ہے۔

مجھے دو تین دفعہ اس عجائب خانہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے اور جب بھی میں نے اس عجائب خانہ کو دیکھا۔ اس کے موسس کی ہمت اور نشاط کو دیکھ کر محو حیرت ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس عجائب گھر کے بانی اور موسس حکیم عبد العزیز خانصاحب ہیں حکیم صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک پرانے بزرگ ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے پرانے کارکن ہیں۔

آپ کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ حضرت میرزا شریف احمد صاحب اور خاندان نبوت کے بعض دیگر درخشاں گوہر آپ سے بھی نسبت تلمذ رکھتے ہیں۔ خانصاحب موصوف نظارت تعلیم و تربیت کے ماتحت انسپکٹر مدارس بھی رہے ہیں۔ اور کسی زمانے میں جرائم پیشہ اقوام کے سپرنٹنڈنٹ کے فرائض بھی سر انجام دیتے رہے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ نے ان سے علم طب پڑھا۔ اور ان کے مطب میں کچھ عرصہ رہ کر کام سیکھا۔ اور حکیم حاذق کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ خانصاحب کو اسی زمانہ سے طب اور طبی اشیاء سے محبت اور دلچسپی رہی ہے۔

میں کبھی خیال نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایک بے نظیر طبی عجائب گھر قادیان میں جمع کر لیا ہوگا۔

پہلی دفعہ مجھے بعض دوستوں کی تحریک پر ذیابیطس کے ایک نسخہ کے متعلق کچھ دریافت کرنے کے سلسلہ میں وہاں جانا پڑا۔ اس وقت میں اس عجائب خانہ کو پوری دلچسپی سے نہ دیکھ سکا۔

مگر پچھلے دنوں برادرم عبد الحمید افندی خورشید مصری کو جبکہ خانصاحب نے چائے پر مدعو کیا تھا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ دعوت دی۔ اس موقعہ پر خانصاحب نے کئی گھنٹے لگا کر نہایت شرح و بسط سے ایک ایک چیز کو دکھایا۔ خانصاحب کی طبیعت تنوع پسند واقع ہوئی ہے۔

وہ جب ایک چیز کو لیتے ہیں تو اس سے تعلق جس قدر انواع تک ان کی رسائی ہوتی ہے اسے جمع کر لیتے ہیں۔

مثلاً چائے کو لے لیجئے۔ خانصاحب نے اس قسم کی چائے جمع کر رکھی ہے۔ کہ وہ رنگ برنگ کے پیکٹ اور رنگا رنگ کے ڈبے پیش کرتے چلے جائیں گے۔ یہ پنجاب کی چائے ہے یہ مدراس کی یہ آسام کی چائے ہے۔ یہ چین کی ہے یہ جاپان کی ہے۔ اور پھر یہ سلسلہ دنیا بھر کے ممالک اور دنیا بھر کے شہروں تک وسیع ہو جاتا ہے پھر دوسرے رنگ سے وہ شروع کرتے ہیں۔ کہ یہ ۸ر سیر کی چائے ہے یہ سوا روپے سیر کی ہے یہ پانچ روپے کی ہے۔ یہ دس روپے کی۔ مگر یہ سلسلہ اسی حد تک نہیں رہتا۔ پھر موتی، زمرد۔ یاقوت۔ پکھراج، مشک عنبر۔ زعفران وغیرہ دنیا بھر کی قیمتی ادویات پیش کرنا شروع کرتے ہیں گیارہ قسم کے زعفران۔ اعلیٰ۔ متوسط ادنیٰ۔ بناوٹی بتانے والے کو اسکی نشانیاں بتلاتے۔ پہچان کے طریقے سکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی خریدنے والے سے دھوکے میں نہ آجائیں

نایاب اور انمول ادویات سے ایک بھرا ہوا واقعی عجائب گھر ہے۔ دیکھنے والا دیکھ کر حیران اور دنگ رہ جاتا ہے خانصاحب نے اپنے مال کو بے دریغ اس عجائب گھر پر صرف کیا ہے پھر طرفہ یہ ہے کہ دیکھنے والا بعض اوقات تھک جاتا ہے مگر وہ نہیں تھکتے۔ وہ اگرچہ ان اشیاء کو فروخت نہیں کرتے مگر کسی دوست کو اگر ضرورت پڑے تو اس کی درخواست کو رد نہیں کرتے۔ اور خود تکلیف اٹھا کر دوسرے کو اپنا جمع کیا ہوا تحفہ دے دیتے ہیں۔

طبی دنیا سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ قادیان کے اس طبی عجائب گھر کا موقع ملنے پر ضرور ملاحظہ کریں۔ اور اگر کوئی قیمتی چیز اصلی حالات پر دستیاب نہ ہوتی ہو تو خانصاحب سے طلب کریں۔ انکی مروت کا بھی تقاضا ہوگا کہ وہ ان صاحب کو ضرور مہیا کر دینگے

سید عبد الحمید مصری نے تو اس عجائب گھر کو دیکھ کر ایک خط میں زبردست الفاظ میں ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور زبانی کہا کہ کاش! یہ عجائب گھر آپ مصر میں لے آئیں۔ میں خانصاحب کی اس ہمت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور ہر طبی اشیاء کے شوقین کو اس عجائب گھر کی زیارت کا شوق دلاتا ہوں